حضرت علی اکبر و اصغر رضی اللہ عنہما

مصنف: احمد رضا مغل



اُن دو عظیم شہزادوں کا مختصر تعارف اور سوانح حیات

اکبر واصغر پہ جاں قربان ہو

میرے دل کے تاجداروں کو سلام

حضرت

علی اکبر واصغر

رضی اللہ عنہما

ازقلم

احمد رضا مغل

نام کتاب: حضرت علی اکبر و اصغر رضی اللہ عنہما

مصنف: احمد رضا مغل

نظر ثانی: ام غلام غوث رضا

نوٹ

فہرست

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو

سرورِ کونین، رحمتِ عالم، تاجدارِ مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ عقیدت کے طور پر پیش کرتا ہوں،

اور

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا،

امامِ عالی مقام حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، امامِ مظلوم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

اور ان کی پاکیزہ اولادِ اطہار کے نام منسوب کرتا ہوں،

جن کی زندگیاں ایمان، وفا، صبر، استقامت، شجاعت اور عشقِ الٰہی کا روشن مینار ہیں۔

بالخصوص

حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہما

جن کے ذکر سے اہلِ ایمان کے دل محبتِ اہلِ بیت کی مبارک یاد اور ان کے پاکیزہ تذکرے کے نام،

سے منور ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ادنیٰ خدمت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اسے میرے لیے، میرے والدین، اساتذۂ

کرام اور تمام اہلِ ایمان کے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین

مقدمه

الحمد لله رب العالمين، نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه، ونصلي ونسلم على سيد الانبياء والمرسلين، خاتم النبيين، رحمة للعالمين، شفيع المذنبين، سيدنا ومولانا محمد مصطفیٰ ﷺ، وعلى آله واصحابه اجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

!اما بعد

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں شکر و احسان ہے کہ اس نے امتِ مسلمہ کو ایسے عظیم نفوس سے نوازا جن کی زندگیاں ایمان، تقویٰ، ایثار، وفاداری اور عشقِ رسول ﷺ کا روشن نمونہ ہیں۔ ان مقدس ہستیوں میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ صحابۂ کرام وہ مبارک جماعت ہے جس نے براہِ راست حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی، دینِ اسلام کی خاطر بے شمار قربانیاں پیش کیں اور قرآن و سنت کی امانت کو آنے والی نسلوں تک پہنچایا۔ اسی طرح اہلِ بیتِ اطہار وہ مقدس خانوادہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمتوں، برکتوں اور فضیلتوں سے سرفراز فرمایا۔

اہلِ سنت و جماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ عظام دونوں محبت، ادب اور تعظیم کے مستحق ہیں۔ یہ دونوں طبقے دینِ اسلام کے دو روشن ستارے ہیں جن کی محبت ایمان کا حصہ اور ان کے ساتھ حسنِ عقیدت سعادتِ دارین کا ذریعہ ہے۔ تاریخِ اسلام کے صفحات ان نفوسِ قدسیہ کے تذکروں سے جگمگا رہے ہیں اور قیامت تک ان کی عظمت و رفعت کا چرچا جاری رہے گا۔

زیرِ نظر کتاب "**حضرت علی اکبر و اصغر رضی اللہ عنہما**" انہی مقدس نفوس کے تذکرے پر مشتمل ایک مختصر مگر تحقیقی کاوش ہے۔ اس کتاب میں حضرت سیدنا علی اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی اصغر رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی، فضائل، سیرت، تاریخی روایات اور ان کے مبارک تذکروں کو حتی المقدور معتبر مآخذ کی روشنی میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ اہلِ بیتِ نبوی کے ان درخشندہ ستاروں میں سے ہیں جنہیں حسنِ صورت کے ساتھ حسنِ سیرت کی دولت بھی عطا ہوئی۔ آپ اپنے اوصاف، کردار، شجاعت اور اخلاق میں اپنے نانا جان رسولِ اکرم ﷺ سے خاص مشابہت رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ بھی اہلِ بیت کی تاریخ کا ایک نہایت پاکیزہ اور مؤثر باب ہیں جن کا ذکر اہلِ اسلام کے دلوں میں محبت اور عقیدت کے جذبات کو تازہ کر دیتا ہے۔

اس کتاب کے ذریعے میری کوشش یہ رہی ہے کہ قارئین کو ان مبارک شخصیات کے حالات سے روشناس کرایا جائے تاکہ ان کی سیرت و کردار سے رہنمائی حاصل کی جاسکے اور اہلِ بیتِ اطہار کی محبت دلوں میں مزید راسخ ہو۔ اگرچہ اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے، لیکن یہ کتاب ایک ابتدائی اور مختصر خدمت کے طور پر پیش کی جارہی ہے۔ امید ہے کہ اہلِ علم اور عام قارئین دونوں اس سے استفادہ کریں گے۔

میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ کاوش انسانی محنت کا نتیجہ ہے، اس لیے اس میں کسی قسم کی کمی، کوتاہی یا لغزش کا امکان موجود ہے۔ اہلِ علم سے گزارش ہے کہ اگر کسی مقام پر اصلاح کی ضرورت محسوس ہو تو از راہِ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

آخر میں بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اسے میرے لیے، میرے والدین، اساتذۂ کرام اور تمام اہلِ ایمان کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے، اور ہمیں صحابۂ کرام واہلِ بیتِ عظام کی سچی محبت اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا إلا البلاغ

طالب دعا

احمد رضا مغل

حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ

جوانی انسان کی صلاحیتوں کے نکھار، حقیقی اور بامقصد زندگی کا آغاز اور ہر قسم کے کمالات و کامیابیوں کے آسمان تک جانے کا زمانہ ہے۔اسی لیے جوان اور جوانی کو روایات میں خداوند تعالیٰ کی سب سے عظیم نعمت قرار دی گئ ہے۔ جوان کا دل شفاف و پاک آئینہ کی مانند ہے۔اگر درست راہ کی جانب رہنمائی اور اپنی منزلت وحیثیت کو سمجھ کر استفادہ کرلے تو یقیناً بلندیوں کو پا سکتے ہیں۔

تاریخ میں ایسے جوانوں کی کوئی کمی نہیں جنھوں نے اپنی جوانی میں ایسے کارنامے انجام دیئے کہ ہمیشہ تاریخ میں زندہ وجاوید اور دوسروں کے لیے نمونہ عمل قرار پائے۔

انہی جوانوں میں سے نمایاں حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ تھے جنھوں نے کربلا میں ثابت قدم رہ کر اسلام کے پرچم مزید بلند کیا اس تحریر میں فضیلت اور آشکار خوبیوں کے اس معدن کے بارے میں ہم وہ امور قلم بند کریں گے جو ہمیں کتب و مدارک میں دستیاب ہوسکے خاندان رسالت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس عظیم شہید کی ذات میں منحصر پہلوان کے حالات زندگی سپرِ قرطاس کیے جائیں گے تاکہ ہم ان کی بلند و بالا شخصیت سے مدد و توفیق طلب کرتے ہیں

ازواج و اولاد امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ :

حضرتِ سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کئی شادیاں کیں ،آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی چند بیویوں کے نام درج ذیل ہیں:

...(1) حضرتِ سیِّدَتُنا لیلیٰ بنت ابی مرّہ عُروَہ بن مسعود ثقفی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

...(2) حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ اِسحاق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

...(3) حضرتِ سیِّدَتُنا رُباب بِنتِ اِمرءُ القیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا۔

امامِ عالی مقام حضرتِ سیِّدُنا امام حسین رضی اللّٰہ عنہ کے چند شہزادوں اور شہزادیوں کے نام درج ذیل ہیں :

...(1) حضرتِ سیِّدُنا علی اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ

(2) حضرت سیدنا علی اوسط (زین العابدین) رضی اللّٰہ عنہ

...(3) حضرتِ سیِّدُنا علی اصغر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ (اَنْسَابُ الْاَشْرَاف، ج3، ص 361۔362 ملخّصاً)

...(4) حضرتِ سیِّدُنا محمد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ (ایضاً، ج 2، ص 422)

...(4) حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا

...(6) حضرتِ سیِّدَتُنا سُکَینَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا۔ (سیر اعلام النبلا، ج 4، ص 386/اَنْسَابُ الْاَشْرَاف، ج3، ص 361،362 ملخّصاً)

نام و نسب :

نام علی، آپ حضرت امام حسین رضی اللّٰہ عنہ کے بڑے بیٹے ہیں اور چوتھے خلیفہ حضرت علی المرتضٰی کرم اللّٰہ الکریم کے پوتے ہیں نسب کچھ یوں ہے علی الاکبر بن امام حسین بن علی المرتضٰی رضوان اللہ علیہم اجمعین

علی نام رکھنے کی وجہ:

حضرتِ سیدنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اپنے ابو جان حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی شیرِ خُدا رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ سے بے حد پیار کرتے تھے اور اِسی وجہ سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ نے اپنے تمام شہزادوں (یعنی بیٹوں) کے نام "علی" رکھتے تھے۔ بڑے شہزادے (یعنی بڑے بیٹے) کا نام "علی اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ" ہے۔ اُن سے چھوٹے جو کہ امام زین العابدین

کے نام سے مشہور ہیں مگراِن کااَصل نام ''علی اَوسط رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ'' ہےاور سب سے چھوٹے شہزادے، ننھے ننھے پیارے پیارے ''علی اصغر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ'' ہیں۔ (فضائل امام حسین رضی اللّٰہ عنہ ص 15)

کنیت :

ابوالحسن (الاعلام ج 4 ص 277)

لقب :

الاکبر ہے کیونکہ آپ کا نام علی ہے اور آپ کے دو بھائی اور ہیں جن کا نام علی تھا تو یوں تمییز کے لیے آپ کے نام کے ساتھ علی الاکبر اور آپ سے چھوٹے بھائی کو علی الاوسط (امام زین العابدین) اور سب سے چھوٹے بھائی کو علی الاصغر کہتے ہیں (الاعلام ج 4 ص 277 بتصرّف)

ولادت :

حضرت علی اکبر رضی اللّٰہ عنہ کی ولادت خلافت عثمان میں ہوئی (الاعلام ج 4 ص 277)

والدہ :

ولد الحسين بن علي بن ابي طالب علياً اكبر قتل بالطف مع ابيه وامه ليلي بنت مرة بن عروه بن مسعود الثقفي، امها ميمونه بنت ابي سفيان بن حرب بن اميه. یعنی حضرت حسین

بن علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے علی اکبر رضی اللہ عنہ جو کہ اپنے باپ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے ان کی والدہ لیلیٰ بنت مرۃ بنت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنھا تھیں اور اس لیلیٰ کی والدہ میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ تھیں۔ (نسب قریش ص 57/ تاریخ الخلفاء ابن خیاط ج 1 ص 151)

اس بات کا شیعہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ معروف شیعہ عالم عباس قمی لکھتا ہے:

و دیگراز زوجات آنحضرت لیلی بنت مرة بن عروة بن مسعود ثقفیه است که مادرش میمونه بنت ابی سفیان بود۔ واو والده ماجده جناب علی اکبر است۔یعنی حضرت حسین کی دیگر ازواج میں سے ایک لیلیٰ بنت مرۃ بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ تھیں، ان کی والدہ ماجدہ میمونہ بنت ابی سفیان تھیں (یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن کی بیٹی تھیں)، اور وہ لیلیٰ حضرت علی اکبر بن حسین کی والدہ محترمہ تھیں۔ (منتہی الآمال ج 1، ص 541)

امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے کون تھے؟

یزید پلید اور بعض روایات میں ابن زیاد نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے ان کا نام پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا نام علی بن الحسین ہے اِس پر اُس نے کہا کیا اللہ نے انھیں قتل نہیں کر دیا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ میرے بڑے بھائی تھے ان کا نام بھی علی بن الحسین تھا انھیں تم لوگوں نے قتل کر دیا (تاریخ طبری، ج 11 ص 630/ طبقات الکبریٰ ج 1 ص 480)

ازواج واولاد :

لیس له عقب یعنی آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی (تاریخ طبری کے 2 ص 260/ نسب قریش ص 57/الاعلام ج 4 ص 277)

یاد رہے کہ سوائے حضرت علی الاوسط (زین العابدین) رضی اللہ عنہ کے اور کسی صاحب زادے سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد باقی نہ رہی۔ سب معرکہ کربلا میں والد بزرگوار کے ہمراہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے (تذکرۃ الانساب ص 145)

شجاعت و بردباری:

ایک بار حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے پوچھا: "اس امر (خلافت/حکومت) کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟"

لوگوں نے کہا: "آپ (حقدار ہیں)۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"نہیں، بلکہ (اس کا سب سے زیادہ حقدار) علی بن الحسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کی والدہ لیلیٰ، ابی مرہ بن عروہ بن مسعود (ثقفی) کی بیٹی ہیں اور ان (لیلیٰ) کی والدہ ابوسفیان کی بیٹی ہیں۔ ان (علی الاکبر) میں بنی ہاشم کی شجاعت، بنی امیہ کی بردباری اور ثقیف کی ذہانت و فصاحت موجود ہے۔" (انساب الاشراف، ج 5 ص 143)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار ہیں :

ایک شخص نے کربلا میں آپ سے کہا کہ ہم آپ کو امان دے سکتے ہیں اس وجہ سے کہ آپ امیر المؤمنین یعنی یزید کے قرابت دار (رشتے دار) ہیں؟ جس پر حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار ہیں اور اس بات کا زیادہ حقدار ہیں اور اسی کا پاس رکھا جائے پھر اس شخص پر ضرب لگائی اور یہ زجر پڑھا

انا علي بن حسين بن علي

انا و بيت الله اولی بالنبي

من شمر و شبث و ابن الدّعي

(نسب قریش ص 57)

درس

عام حالات میں دیندار اور مذہبی افراد کی تعداد میں کمی نہیں ہوتی۔جب سخت اور کٹھن مرحلہ آتا ہے اور کسی سخت آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے تو گنے چنے افراد ہی راہ حق پر گامزن اور ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔

حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا سب سے بڑا پیغام صبر اور استقامت ہے۔آپ نے اپنی مختصر زندگی میں صبر و استقامت کا ایسا جوہر دکھایا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔آپ نے اپنی جان اسی راہ میں نچھاور کرنے کے ساتھ ساتھ تیر و تلوار کی بارش میں آپ نے دشمن کو تہس نہس کرنے کے علاوہ اپنے رجز کے ذریعے لوگوں کو حق شناسی کا بھی درس دیا۔

اگرچہ ہمارے جوان جنگی محاذپر نہیں ہے لیکن ثقافتی یلغار، فکری وذہنی شبہات، نفسیاتی اور اخلاقی تنزلی کے اعتبار سے شدید حملہ کے زد میں ہیں۔لہٰذا اس میدان میں علی اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت سے درس لیتے ہوئے صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور صبر سے دشمنوں کو شکست دینے کی ضرورت ہے۔

واپس ہو جائیں، وہ بے وفا لوگ ہیں:

ابن سعد نے اونٹنی پر سوار ایک شخص کو حضرت امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تاکہ انہیں مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر دے، جنہیں امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ بھیجا تھا

تو امام حسین رضی اللہ عنہ سے ان کے بیٹے علی الاکبر نے کہا:

"اے ابا جان! واپس مڑ جائیں، کیونکہ اہل عراق بے وفا ہیں، ان کی وفاداری بہت کم ہے اور وہ آپ کے کسی کام کے نہیں (یعنی وہ ساتھ نہیں نبھائیں گے)۔" تو بنو عقیل نے کہا:

"یہ واپسی کا وقت نہیں ہے"، اور انہوں نے (امام حسین رضی اللہ عنہ کو) آگے بڑھنے پر ابھارا۔ (تاریخ الاسلام، ج 2 ص 344-345)

کیا ہم حق پر نہیں :

قصرِ بنی مقاتل پر امام حسین رضی اللہ عنہ نے رات گزاری۔ گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے امام پر غنودگی طاری ہوئی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو تین بار فرمایا: (انا للہ وانا الیه راجعون والحمدللہ رب العالمین) امام حسین رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر علی اکبر رضی اللہ عنہ جو گھوڑے پر سوار تھے ان کے پاس پہنچے اور عرض کی: میں آپ پر قربان اس وقت کلمہ استرجاع کہنے اور حمدِ الٰہی کرنے کی کیا وجہ تھی؟ امام نے فرمایا:

يا بني اني خفقت براسي خفقة فعن لي فارس على فرس فقال: القوم يسيرون والمنايا تسري اليهم۔ فعلمت انها انفسنا نعيت الينا!

میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سوار نے میرے مرکب کی عنان تھام رکھی ہے اور کہہ رہا ہے: یہ چلتے جا رہے ہیں اور موت کو اپنے پیچھے پیچھے لا رہے ہیں۔ میں جان گیا کہ ہماری زندگی کی امید نہیں ہے۔ قال له: يا ابت السنا على الحق؟!۔ علی اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: بابا جان! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ قال [رضي الله عنه]: بلىٰ والذي اليه مرجع العباد!۔ قال: يا ابتِ اذاً لا نبالي؛ نموت محقين!۔ فقال له: جزاک الله من ولدٍ خير ما جزىٰ ولداً عن والده۔ امام نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کی

جانب بندوں کو لوٹنا ہے، ہم حق پر ہیں ! علی اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر جب ہم حق پر ہیں تو موت سے کوئی ڈر نہیں۔ امام نے فرمایا: خدا تجھے وہ بہترین اجر دے جو ایک باپ اپنے بیٹے کو دیتا ہے۔(تاریخ طبری، ج 6 ص 231)

سادات ہاشمین میں سب سے پہلی شہادت :

امام ابن اثیر، ابن قتیبہ الدینوری، امام ابن جریر الطبری، اور امام ابن کثیر رحمھم اللہ اپنی اپنی کتب میں لکھتے ہیں کہ : وأما أول من استشهد من الهاشمين فهو عليُّ بن الحسين الأكبر یعنی سادات ہاشمین میں سب سے پہلے جو شہید ہوئے وہ حضرت علی اکبر بن حسین (رضی اللہ عنھا) ہیں (الکامل فی التاریخ ج4 ص73 / الأخبار الطوال ص256/تاریخ الطبری ج4 ص340/البدایۃ والنہایۃ ج8 ص200)

شہادت :

امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ دوستوں بھائیوں اور اقرباء میں سے کوئی شخص پیچھے نہیں بچا تو آپ نے اسلحہ پہن کر میدان کی طرف جانے کا ارداہ کر لیا، حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے جب اپنے بابا کو میدان میں جانے کا عزم کرتے دیکھا تو آپ کے ساتھ لپٹ گئے اور جنگ میں جانے سے روک لیا اور خود پہلے جنگ پر جانے کی اجازت طلب کی لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، البتہ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے زار و قطار رو کر اپنے والد مکرم کو راضی کر لیا، حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل خانہ کو الوادع کہا اور میدان کی طرف روانہ ہوگئے، میدان جنگ مبازر طلبی کے باوجود جب کوئی سامنے نہ آیا تو آپ نے دشمنوں کے لشکر پر حملہ کر دیا، آپ رضی اللہ عنہ نے میمنہ و میسرہ اور قلب و جناح پر اس تیزی سے حملے کئے کہ دشمنوں کے لشکر میں شور برپا ہوگیا۔ آپ واپس اپنے بابا جان رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور پیاس کا عذر پیش

کیااور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا جان صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی انگشتری مبارک اُن کے منہ میں رکھ دی جسے چوسنے سے اُن کی پیاس بجھ گئی اور سکون حاصل ہوگیا، آپ رضی اللہ عنہ دوسری مرتبہ میدان میں تشریف لائے اور مبازر طلبی کی، یزیدی لشکر سے طارق بن شیث مقابلے کے لئے آیا، آپ نے اپنا نیزہ اس کے سینے میں مار کر ہلاک کر دیا، اس کے بعد طارق کا بیٹا عُمر اور طلحہ ان کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا، یزیدی لشکر کے مصراع بن غالب کے ہلاک ہونے کے بعد ابن سعد کے حکم پر محکم بن طفیل اور ابن نوفل کو ایک ایک ہزار سوار کا لشکر دے کر آپ رضی اللہ عنہ سے جنگ کے لئے بھیج دیا، ان لشکروں نے حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا لیکن آپ نے ایک ہی حملے میں دو ہزار سواروں کو پسپا کر دیا، آپ رضی اللہ عنہ پر جنگ کی وجہ سے بہت زخم آ چکے تھے بالآخر ابن نمیر کے نیزے کے وار سے گھوڑے سے نیچے تشریف لے آئے، آپ رضی اللہ عنہ کی پکار پر امام حسین رضی اللہ عنہ میدان میں آ کر انہیں اٹھایا اور خیمہ کے دروازے پر لے آئے اور اُن کا سر اپنے آغوش میں لے لیا، حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھولی اور اہل خانہ کو سلام کہہ کر جنت کی طرف روانہ ہوگئے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 23 سال تھی (سوانح کربلا ص 159 / روضۃ الشہدا ص 159 / لباب الانساب والا قاب والاعقاب ج 1 ص 397)

درس:

شجاعت اور بہادری صرف لڑائی میں کامیابی کا نام نہیں بلکہ شجاعت اور بہادری کا بہترین نمونہ ہے کہ انسان اپنے نفس اور شیطان کے مقابلے میں جیت سکے۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے ظاہری طور پر جام شہادت نوش کیا لیکن کربلا کے میدان میں نفس امارہ، شیطان اور شیطان صفت انسان نما درندوں کو ایسی فاش شکست دی کہ رہتی دنیا تک یہ عظیم کارنامہ تمام انسانوں کے لئے نمونہ عمل بن سکتا ہے۔

اس وقت بھی ہمارے جوانوں کی تربیت اور اصلاح میں کامیابی کے لئے ان کو شجاع اور بہادر ہونے کی ضرورت ہے۔ نفس اور شیطان کے مقابل میں شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرنے اور اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرے کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔

اگر جوان حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ سیرت و کردار کی جانب توجہ دے تو وہ بھی ایک صالح اور بابصیرت انسان بن سکتے ہیں اور معاشرے میں اپنا تعمیری واصلاحی کردار ادا کرتے ہوئے دنیاوآخرت دونوں کی سعادت وکامیابی حاصل کر سکیں گے۔

کربلاکاسب سے تکلیف دہ جملہ :

شہادت کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے جسم کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا کر ارشاد فرمایا: **علي الدنيا بعدك العفاء** یعنی علی تمہارے بعد دنیا پر خاک وافسوس ہے (الاعلام ج 4 ص 277)

حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ کربلا کے المناک ترین جملوں میں سے ایک ہے جو بیٹے کی جدائی پر ایک باپ کے رنج وغم کی عکاسی کرتا ہے

جن کو صبر نہ آتا ہو :

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان مراٰۃ المناجیح جلد 7 صَفْحَہ 76 اور 77 پر ''اور اپنی دنیا میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے تو اللہ کا شکر کرے اس پر کہ اللہ نے اسے اس شخص پر بُزُرگی دی۔'' کے تحت فرماتے ہیں: اس چیز کو سوچنے سے اس پر بڑی مصیبت آسان ہو جاوے گی اور وہ رب تعالیٰ کا شکر ہی کریگا ہم نے آزمایا ہے کہ کسی کا جوان بیٹا فوت ہو جائے اسے صبر نہ آوے وہ حضرتِ علی اکبر (رضی اللہ تعالیٰ علیہ) کی

شہادت میں غور کرے۔ اِن شاءَ اللہ فوراً صَبْر نصیب ہوگا بلکہ اپنے آرام پر شکر کریگا۔ (مرآۃالمناجیح ج 7 ص 76۔77)

اکبر واصغر پہ جاں قربان ہو

میرے دل کے تاجداروں کو سلام

اللہ پاک بطفیل حضرت علی الاکبر رضی اللہ عنہ ہماری اس حقیر سی کاوش کو اپنی بارگاہیں مقبول فرمائے اور اس سلسلے کو جاری رکھ کر ہماری عاقبت بالخیر ہونے کا سامان فراہم کرے آمین

منقبت در شان شہزادہ عالی جاہ حضرت امام علی اکبر رضی اللہ عنہ

نورِ نگاہِ فاطمہ آسماں جناب

صبر دلِ خدیجہ پاکِ اِرَم قباب

لختِ دلِ اِمامِ حسین اِبنِ بوتراب

شیر خدا کا شیر وہ شیروں میں اِنتخاب

صورت تھی انتخاب تو قامت تھا لاجواب

گیسو تھے مشک ناب تو چہرہ تھا آفتاب

چہرہ سے شاہزادہ کے اُٹھا ہی تھا نقاب

مہرِ سپہر ہو گیا خجلت سے آب آب

کاکُل کی شام رُخ کی سحر موسمِ شباب

سنبل نثارِ شام فدائے سحر گلاب

شہزادۂ جلیلِ علی اکبرِ جمیل

بستانِ حُسن میں گلِ خوش منظرِ شباب

پالا تھا اہلِ بیت نے آغوشِ ناز میں

شرمندہ اس کی نازکی سے شیشۂ حباب

صحرائے کوفہ عالمِ انوار بن گیا

چمکا جو رَن میں فاطمہ زہرا کا ماہتاب

خورشید جلوہ گر ہوا پشتِ سمند پر

یا ہاشمی جوان کے رُخ سے اُٹھا نقاب

صولت نے مرحبا کہا شوکت تھی رَجز خواں
جرأت نے باگ تھامی شجاعت نے لی رِکاب

چہرہ کو اس کے دیکھ کے آنکھیں جھپک گئیں
دل کانپ اُٹھے ہو گیا اَعدا کو اِضطراب

سینوں میں آگ لگ گئی اَعدائے دِین کے
غیظ و غضب کے شعلوں سے دِل ہو گئے کباب

نیزہ جگر شگاف تھا اُس گل کے ہاتھ میں
یا اژدَھا تھا موت کا یا اَسْوَئُ العِقاب

چمکا کے تیغ مردوں کو نامرد کر دیا
اس سے نظر مِلاتا یہ تھی کس کے دل میں تاب

کہتے تھے آج تک نہیں دیکھا کوئی جواں

ایسا شُجاع ہوتا جو اس شیر کا جواب

مردانِ کار لرزہ براَندام ہو گئے

شیر اَفگنوں کی حالتیں ہونے لگیں خراب

کوہ پیکروں کو تیغ سے دو پارہ کر دیا

کی ضرب خَود پر تو اُڑا ڈالا تا رِکاب

تلوار تھی کہ صاعقۂ برق بار تھا

یا اَز برائے رَجمِ شیاطین تھا شہاب

چہرہ میں آفتابِ نبوت کا نور تھا

آنکھوں میں شانِ صولتِ سرکارِ بوتراب

پیاسا رکھا جنھوں نے انہیں سیر کر دیا

اس جُود پر ہے آج تری تیغِ زہر آب

میداں میں اس کے حُسن و ہنر دیکھ کر نعیمؔ

حیرت سے بد حواس تھے جتنے تھے شیخ و شاب

(ریاض نعیم ص 23)

بتاریخ:

13 **اپریل** 2026 **بمطابق** 24 **شوال المکرم** 1447

حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ

بصیرت رکھنے والوں کے لئے تاریخ عبرت ہے بہت سے سامان فراہم کرتی ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کا اثر محدود ہوتا ہے اور کبھی واقعات کی نوعیت عالمگیر صورت اختیار کر لیتی ہے۔ تاریخ بظاہر تو چند واقعات کا مجموعہ معلوم ہوتی ہے لیکن ان میں ربط اور ترتیب، علت اور معلول کا رشتہ اصولوں کی آویزش اس کی تخصیص میں عمومیت پیدا کرتی ہے۔ جو شخص تاریخ کو اس نظر سے پڑھتا ہے وہی اس میں وہ نقوش تلاش کر سکتا ہے جن سے تاثرات کا لازوال خزانہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

واقعہ کربلا بھی اسی طرح دیکھے جانے کی چیز ہے جنہوں نے اسے محض قبیلوں کی آویزش کی شکل میں دیکھا ہے وہ اس کی آفاقیت کا راز نہیں پا سکتے، جو لوگ اسے ایک مذہبی جنگ سمجھتے ہیں وہ اس کے اندر چھپے ہوئے انسانی اصولوں کی اس کشمکش کو نہیں دیکھ سکتے، جس سے عالم انسانی کو اس وقت تک مفر نہیں جب تک خیر اور شر کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ واقعہ کربلا کی آفاقیت کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کے جس پہلو یا جس چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے کو پیش نظر رکھا جائے ایسے ہی اصول برآمد ہوتے ہیں جو حق اور باطل، اخلاق اور بداخلاقی، نیکی اور بدی کو ایک دوسرے کے مقابل لا کھڑا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے علاوہ جنہوں نے اس کے ہر پہلو سے سبق اور عبرت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے، دوسرے لوگ اس بات کو نظرانداز کر جائیں گے کہ عاشور کے دن جو بہتر جانیں امام حسین کی طرف سے قربانی میں پیش کی گئیں کس طرح ان میں سے ہر ایک اس کل کا جز ہونے کی حیثیت سے اصولوں کی اسی کشمکش کا خاکہ پیش کرتی ہیں، جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے جام شہادت نوش کرنے والوں میں ایک دودھ پیتا بچہ علی اصغر بھی تھا۔ امام کا سب سے چھوٹا بچہ ہونے کی حیثیت سے وہ بھی خاندان نبوت کا اتنا ہی حصہ تھا جتنا حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تھے آیئے خاندان نبوت کے اس نونہال بچے کے متعلق کچھ ذکر خیر کریں

نام ونسب:

کتب تاریخ و سیر میں عبداللہ ، جعفر ،اور عبیداللہ نام مذکورہ ہے ان کو علی اصغر بھی کہا جاتا ہے نسب کچھ یوں علی اصغر بن امام الحسین بن علی المرتضٰی رضی اللہ عنھم (سیر اعلام النبلا، ج 4، ص 386 /اَنْسَابُ الْاَشْرَاف، ج3، ص361، 362 ملخّصاً)

والدہ:

ان کی والدہ رباب بنت امرؤالقیس بن عدی تھیں یاد رہے یہ امرؤالقیس سبع معلقات والا نہیں

حضرت رباب رضی اللہ عنہا سے امام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت:

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت رباب بنت امرؤالقیس رضی اللہ عنہا سے بے انتہاء محبت کرتے ہیں ایسی محبت تھی جو تعجب میں ڈال دے (البدایۃ والنھایۃ ج8 ص 229)

الوافی بالوفیات میں کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ آپ سے ایسی محبت کرتے تھی حضرت رباب رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی اور نکاح نہ کیا (الوافی بالوفیات ج 4 ص 442)

عمر:

حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کی عمر کے بارے میں کتب معتبرہ خاموش ہیں عوام الناس میں 6 ماہ مشہور ہے اور یہی عمر شیعہ کی کتب مذکور ہے واللہ اعلم

مقتل ابو مخنف میں ہے کہ آپ علیہ السلام کی عمر چھ ماہ تھی (منتخب التواریخ ص 381)

سپہر لکھتا ہے کہ علی اصغر علیہ السلام کا سن ابھی چھ ماہ سے زیادہ نہ تھا (ناسخ التواریخ ج 2 ص 263)

شہادت:

(اہل بیت کے تمام جوان جام شہادت نوش کر چکے) حضرت امام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے چھوٹے فرزند علی اصغر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو ابھی کمسن ہیں، شیر خوار ہیں، پیاس سے بیتاب ہیں، شدتِ تشنگی سے تڑپ رہے ہیں ،ماں کا دودھ خشک ہو گیا ہے، پانی کا نام و نشان تک نہیں ہے، اس چھوٹے بچے کی خشک ننھی زبان باہر آتی ہے، بے چینی میں ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور پیچ کھا کھا کر رہ جاتے ہیں، کبھی ماں کی طرف دیکھتے ہیں اور ان کو سوکھی زبان دکھلاتے ہیں۔ نادان بچہ کیا جانتا ہے کہ ظالموں نے پانی بند کر دیا ہے۔ ماں کا دل اس بے چینی سے پاش پاش ہوا جاتا ہے کبھی بچہ باپ کی طرف اشارہ کرتا ہے وہ جانتا تھا کہ ہر چیز یہ لا کر دیا کرتے تھے۔ میری اس بے کسی کے وقت بھی پانی بہم پہنچائیں گے، چھوٹے بچے کی بے تابی دیکھی نہ گئی۔ والدہ نے حضرت امام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عرض کیا: اس ننھی سی جان کی بے تابی دیکھی نہیں جاتی اس کو گود میں لے جایئے اور اس کا حال ظالمانِ سنگدل کو دکھایئے اس پر تو رحم آئے گا۔ اس کو تو چند قطرے دے دیں گے۔ یہ نہ جنگ کرنے کے لائق ہے نہ میدان کے لائق ہے۔ اس سے کیا عداوت ہے۔ حضرت امام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس چھوٹے نور نظر کو سینہ سے لگا کر سپاہِ دشمن کے سامنے پہنچے اور فرمایا کہ اپنا تمام کنبہ تو تمہاری بے رحمی اور جور و جفا کے نذر کر چکا اور اب اگر آتش بغض و عناد جوش پر ہے تو اس کے لئے میں ہوں۔ یہ شیر خوار بچہ پیاس سے دم توڑ رہا ہے اس کی بے تابی دیکھو اور کچھ شائبہ بھی رحم کا ہو تو اس کا حلق تر کرنے کو ایک گھونٹ پانی دو۔ جفاکارانِ سنگدل پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا اور ان کو ذرا رحم نہ آیا۔ بجائے پانی کے ایک بد بخت نے تیر مارا جو علی اصغر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا حلق چھیدتا ہوا امام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بازو میں بیٹھ گیا۔ امام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے وہ تیر کھینچا، بچہ نے تڑپ کر جان دی، باپ کی گود سے ایک نور کا پتلا لپٹا ہوا ہے، خون میں نہا رہا ہے، اہل خیمہ کو گمان ہے کہ سیاہ دلانِ بے

رحم اس بچہ کو ضرور پانی دے دیں گے اور اس کی تشنگی دلوں پر ضرور اثر کرے گی لیکن جب امام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ اس شگوفۂ تمنا کو خیمہ میں لائے اور اس کی والدہ نے اول نظر میں دیکھا کہ بچہ میں بے تابانہ حرکتیں نہیں ہیں، سکون کا عالم ہے، نہ وہ اضطراب ہے نہ بے قراری، گمان ہوا کہ پانی دے دیا ہوگا۔ حضرت امام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے دریافت کیا، فرمایا: وہ بھی ساقی کوثر کے جامِ رحمت و کرم سے سیراب ہونے کے لیے اپنے بھائیوں سے جاملا، اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ چھوٹی قربانی بھی قبول فرمائی۔ (سوانح کربلا ص 160 بحوالہ روضۃ الشہداء (مترجم)، باب نہم، ج۲، ص۳۳۸)

اکبر واصغر پہ جاں قربان ہو

میرے دل کے تاجداروں کو سلام

بتاریخ:

29اپریل2026بمطابق11ذیقعدہ1447بروزبدھ